سِتاروں کی آبجُو
قطعات
مظفر وارثی

ستاروں کی آبجو

قطعات

مظفرؔ وارثی

سنگِ میل پبلی کیشنز ○ لاہور

۱۹۸۸ء

نیاز احمد

نے زاہد بشیر پرنٹرز سے

چھپوا کر سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

سے شائع کی

قیمت: ۴۵/- روپے

اُن قیمتی جذبوں کے نام
جو مجھے بکھیرتے بھی ہیں
اور
سمیٹ بھی لیتے ہیں۔

خود اپنے خون سے ڈھانپی برہنگی اپنی
قبا بچی ہے بدن تار تار کرنے سے

خواہش

انسان اپنے وجود میں خود ایک کائنات ہے اِس کائنات کی سیّاحی کرتے کرتے میں ایک ایسے علاقے میں جا نکلا جہاں بہت سی روشنیاں بہہ رہی تھیں۔ میں نے ایک ایک کر کے اُن کہکشانی لہروں کو بُننا شروع کیا اور اِس قدر بُن گیا کہ خود بھی ایک "ستاروں کی آبجو" نظر آنے لگا۔ آپ بھی ذرا ان چمکتے پانیوں کی اُجلی گہرائیوں میں غوطہ لگا کر دیکھئے اور جب باہر آئیں تو میں دیکھوں کہ آپ کتنے اچھے لگ رہے ہیں ـــــــــ بس یہی میری خواہش ہے۔

۱۸/۲۵۔ ستلج بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

فون: ۴۳۰۹۶۹-۴۴۰۶۶۰

ادبی

حمدیہ

نعتیہ

اور

اصلاحی

قطعات

○

زندگی کی قبا کا ہر ٹکڑا
وقت کے پیرہن میں ٹانکا ہے
اے زمانے ہمیں دُعائیں دے
تیری عریانیوں کو ڈھانکا ہے

○

فکر کی لاش پر کھڑے ہو کر
راہِ امکاں تلاش کرتے ہیں
سر بریدہ بدن ہیں ہم گویا
پُورا اِنساں تلاش کرتے ہیں

○

آندھیوں کو کڑی سزا دُوں گا
گرد کو آئینہ بنا دُوں گا
گھُٹ کے مرنا پڑے مجھے چاہے
زندگی کو کھُلی فضا دُوں گا

○

اپنی ہر سانس کا ہوں میں مقروض
قرض کی واپسی سے ڈرتا ہوں
جینے والے ہیں موت سے خائف
اور میں زندگی سے ڈرتا ہوں

○

مجھ پہ تنقید کر محبت سے
ورنہ بڑھ جائیں نفرتیں نہ کہیں
اس قدر کھینچ کر نہ مار مجھے
ٹوٹ جائیں نصیحتیں نہ کہیں

○

زندگی کیا ہے جان جائیں اگر
چیخ اٹھیں گے بھاگ اٹھیں گے
اصل میں سو رہے ہیں لوگ ابھی
موت آئی تو جاگ اٹھیں گے

○

کھُل کے گر پڑتی ہے مرے سر پر
بند گٹھڑی صفات کی اپنی
لوگ جب ہاں میں ہاں ملاتے ہیں
نفی کرتا ہوں ذات کی اپنی

○

آئیں جب تک نہ آنکھ میں آنسو
اپنے احساس کا پتا نہ ملے
رنج و غم کا اگر وجود نہ ہو
رُوح پر کچھ لکھا ہُوا نہ ملے

○

چند لمحات کی درستی سے
عمر بھر کا بگاڑ اچھا ہے
کسی اونچے سے رائی مانگنے سے
مُفلسی کا پہاڑ اچھا ہے

○

سامنے کی اگر ہوا نہ چلے
اپنی رفتار کا پتا نہ چلے
میں بھی پھر ساتھ دُوں زمانے کا
ساتھ میرے اگر زمانہ چلے

○

بہہ رہے ہیں عجیب دھاروں میں
ہم ہیں اپنے فریب کاروں میں
دو غلے پن کی نسل ہیں ہم لوگ
تن پہاڑوں پہ رُوح غاروں میں

○

سفر دست پر میں نکلا تھا
مل گئی کائنات رستے میں
مجھ کو منزل وصول کیا کرتی
خرچ کر دی حیات رستے میں

○

حالِ دل اپنا ، خیریت اپنی
کب کوئی خیر خواہ پُوچھتا ہے
یوں بسر کر رہے ہیں ہم جیسے
اندھا اندھے سے راہ پُوچھتا ہے

○

قہقہوں سے نہ تم ملاؤ مجھے
ورنہ غم پاش پاش کر دیں گے
شعلے تنکوں میں کیوں چھپاتے ہو
یہ تو خود راز فاش کر دیں گے

○

مُفلسوں کی تمام انجمنیں
اہلِ دولت کے دھن سے چلتی ہیں
یعنی ان بیکسوں کی زندگیاں
چندۂ گورکن سے چلتی ہیں

○

جل رہا ہے ہر ایک اندر سے
اور بظاہر دُھواں کسی کا نہیں
راز کی بات دوستو سُن لو
دوست کوئی یہاں کسی کا نہیں

○

رُوح میں غرق ہو کے سمجھے گا
یہ بہت ہی چھپا ہوا سچ ہے
اہلِ دل ہے تو آرزو بھی نہ کر
آرزو بھی تو ایک لالچ ہے

○

جسم پر میں کوئی قبا پہنوں
یا لہو اپنے جسم کا پہنوں
میں نے سب کچھ پہن کے دیکھ لیا
پھر بھی عریاں رہوں تو کیا پہنوں

○

کیا کروں شرحِ زندگانی کی
جسم کاغذ کا ناؤ پانی کی
سرِ ورق پر لکھی ہوئی گویا
آخری سطر ہُوں کہانی کی

○

زخم احساس پر ہیں تن پہ نہیں
درد دِل میں نہیں دماغ میں ہے
بُجھ گیا ہوں میں روشنی کے لیے
خُوں رگوں میں نہیں چراغ میں ہے

○

پھینکی جاتی ہے جب کوئی کنکر
فکر، دریا نہیں کیا کرتا
پیش آتے جو حادثہ کوئی
مَیں بھی پروا نہیں کیا کرتا

○

عقل کا بوجھ ذہن پر رکھنا
ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنا
ڈھانپنا دوسروں کے عیب مگر
اپنے ہر عیب پر نظر رکھنا

○

گھٹتی جاتی ہے زندگی اپنی
ہر گھڑی اپنا خون چاٹتی ہے
ہم سمجھتے ہیں کٹ گیا ہے وقت
اور یہ تلوار ہم کو کاٹتی ہے

○

کہکشاں ہوں نہ ماہ و انجم ہوں
نہ خیالِ نشاط میں گم ہوں
دکھ بھری کائنات کے لب پر
خوں میں ڈوبا ہوا تبسم ہوں

○

غم ہزاروں حیات میں کھائیں
ٹھوکریں اپنی ذات میں کھائیں
ہم فقیروں کے ٹھاٹ مت پُوچھو
ہاتھ میں لائیں پات میں کھائیں

○

اب مجھے یُوں حسین نظروں سے
دلِ خانہ خراب دیکھتا ہے
جیسے زردار باپ کا بیٹا
اُس کے مرنے کے خواب دیکھتا ہے

○

ذہن پر اتنا بوجھ پڑتا ہے
کچھ نہ کچھ سوچنے کو جی چاہے
جو غریبوں کے دُکھ نہیں سُنتا
اُس کا مُنہ نوچنے کو جی چاہے

○

نغمہ ہوتا ہے لے نہیں ہوتی
نام ہوتا ہے شئے نہیں ہوتی
نیند میں چل رہے ہیں ہم شاید
ورنہ کیوں راہ طے نہیں ہوتی

○

ہم سے ہوتا ہے جب گناہ کوئی
اُس کو قسمت کی بھول کہتے ہیں
کتنے خود اعتماد ہیں ہم لوگ
لغزشوں کو اصول کہتے ہیں

○

سنگ دل میں ہے آگ پوشیدہ
پیاس تشنہ لبی سمندر ہے
ڈھونڈنے اُس کو کیوں کہیں جائیں
میرا محبوب میرے اندر ہے

○

میری سوچیں ہیں راستہ میرا
میرا کردار آئینہ میرا
میری ہر سانس درسگاہ میری
میرا اُستاد تجربہ میرا

○

بات اچھی کریں بُرے بھی اگر
تو سماعت پہ کیوں سجاتا نہیں
غوطہ زن کے حقیر ہونے سے
قدرِ گوہر میں فرق آتا نہیں

○

ایک جیسا ہے وقتِ پیدائش
موت کے بعد بھی مساوی ہے
چند روزہ حیات میں کیونکر
آدمی آدمی پہ حاوی ہے

○

مار دیتی ہے آنکھ کو پیاسا
دل کی کھیتی ہری بھی کرتی ہے
ہم کو دیتی ہے گھاؤ بھی دنیا
اور چارہ گری بھی کرتی ہے

○

اور بھی ہیں ضرورتیں اس کی
ذہن ہی انساں کی احتیاج نہیں
رعبِ شاہی سے دکھ نہیں مٹتے
دردِ سر کا علاج، تاج نہیں

○

آدمی کو جلا کے شعلوں میں
یہ تو کندن بنانے آتی ہیں
مشکلوں سے کبھی نہ گھبرانا
مشکلیں آزمانے آتی ہیں

○

دل کی لہروں پہ پاؤں دھر کے دکھا
اس سمندر سے بھی گزر کے دکھا
ناؤ تو پار لگ ہی جائے گی
ذات اپنی عبور کر کے دکھا

○

بات کہہ دو جنوں کے پردے میں
کیا تم اتنے بھی ہوشمند نہیں
دل میں طوفاں لبوں پہ خاموشی
یہ تکلف ہمیں پسند نہیں

○

دوستی کے وقار کی خاطر
دل لٹاتا ہوں داغ ملتا ہے
میری آنکھوں میں جھانک کر دیکھو
زندگی کا سراغ ملتا ہے

○

چاند تاروں پہ کیا نظر ٹھہرے
ہم زمانے کے ہمسفر ٹھہرے
وقت کے ساتھ ہم کو چلنا ہے
پیچھے رہ جائیں گے اگر ٹھہرے

○

زندگی کھیل ہے جیالوں کا
چشمۂ خوں ہے موجِ رنگ نہیں
دستِ ہمت کوئی دراز کرے
دامنِ کائنات تنگ نہیں

○

اتحاد وفا کے پیغمبر
بٹ گئے مختلف قبیلوں میں
تشنگی کے الاؤ سلگا کر
کھو دیا ہے لہو سبیلوں میں

○

اے مصوّر ہمارے خواب چُرا
دیکھ تعبیر پھر زمانے کی
ہم کو پہلے نگاہ میں رکھ لے
کھینچ تصویر پھر زمانے کی

○

شرم بازار میں نہ آنے دے مجھے
گھر سے اِس اشتیاق میں نکلوں
جو بھی کچھ میرے دل کے اندر ہے
اُس کو رکھ کر طباق میں نکلوں

○

تیرگی کا طلسم توڑا ہے
شب کے ماتھے پہ ماہِ نو بن کر
رفتگاں کا لگا رہے ہیں سراغ
ہم زمانے کے پیش رو بن کر

○

خوبیوں سے تو اپنی واقف ہیں
اور خرابی کا ہم کو علم نہیں
قفل ہیں زندگی کا ہم ایسا
جس کی چابی کا ہم کو علم نہیں

○

میں جو دیکھوں، دِکھا نہیں سکتا
میری بینائیوں پہ پہرے ہیں
چھن گئے جو، وہ خواب کیا ہوں گے
آنکھ میں اشک بھی سُنہرے ہیں

○

نعرۂ مست کیوں دہن پہ نہیں
کیوں نظر تیری اِس چلن پہ نہیں
نم ہیں اشکوں سے کیوں تری آنکھیں
خوں ترا کیوں ترے بدن پہ نہیں

○

سب نہ آپس میں بانٹ لیں تجھ کو
تجھ سے تیری انا نہ لے جائیں
خود کو دیوار کی طرح نہ گرا
لوگ اینٹیں اٹھا نہ لے جائیں

○

پھول برسائے جسم پر لیکن
روح میں مثلِ تیغ اترتا ہے
منہ پہ کرتا ہے جو مری تعریف
مجھ کو اندر سے ذبح کرتا ہے

○

وقت خود کو سمجھنے لگتے ہیں
سفرِ روز و شب نہیں کرتے
قیمتی لوگ زندگی سے کبھی
اپنی قیمت طلب نہیں کرتے

○

ساغرِ اضطراب میں ڈوبے
شوقِ خانہ خراب میں ڈوبے
غرق اتنے ہوئے نہ دریا میں
لوگ جتنے شراب میں ڈوبے

○

ہم سے ہوتا نہیں ہے کام بڑا
مختصر کام ہم نہیں کرتے
اور کتنے ہیں فارغ الاحساس
کچھ نہ کرنے کا غم نہیں کرتے

○

گوشہ دل سیاہ ہو جس کا
شکل اُس کی فریب دیتی ہے
جس کا کردار داغدار نہ ہو
ہر قبا اُس کو زیب دیتی ہے

○

گمرہی رابطہ نہیں ہوتی
تیرگی آئینہ نہیں ہوتی
بھول کر بھی کبھی نہ دہرانا
غلطی، تجربہ نہیں ہوتی

○

غم ہو کوئی نہ قہر ہو کوئی
منفرد رنگِ دہر ہو کوئی
کاش تیری زمین پر یارب
آسمانی سا شہر ہو کوئی

○

چادریں خواہ کتنی لمبی ہوں
پاؤں اُن میں لپیٹ کر رکھو
پھیل جائے تمھاری جیب اگر
خواہشوں کو سمیٹ کر رکھو

○

باطنی علم کے پہاڑوں پر
بند آنکھوں سے چڑھنا آتا ہو
آدمی کی کتاب آدمی ہے
شرط یہ ہے کہ پڑھنا آتا ہو

○

جن کو پہچانتے نہیں اب لوگ
یہ بھلائی ہوئی وہ شکلیں ہیں
عہد کے عہد دفن ہیں ان میں
یہ کھنڈر بستیوں کی قبریں ہیں

○

جو قدم پڑ رہے ہیں راہوں میں
اُن کے دِل میں نشاں تلاش کرو
عیب جوئیِ دیگراں کی بجائے
اپنی کمزوریاں تلاش کرو

○

جب طلب کوئی نامناسب آئے
تیغ لے کر دل اپنی جانب آئے
بڑے منصب میں کچھ بڑائی نہیں
بڑا وہ ہے جو خود پہ غالب آئے

○

کوہساروں کو بھی کرے تسخیر
جو بھی نرمی سے کام لیتا ہے
آہنِ سرد کو نہیں دیکھا ؟
گرم لوہے کو کاٹ دیتا ہے

○

ڈھنگ جینے کا ایسا آئے تمھیں
وہ پشیماں ہو جو ستائے تمھیں
راستہ آپ رہ نمائی کرے
دھوپ لے جائے سائے سائے تمھیں

○

نہ حسیں، حسن زادہ ہوتا ہے
نہ قبا دلبادہ ہوتا ہے
اصل میں سب سے خوبصورت چیز
آدمی کا ارادہ ہوتا ہے

○

کام کرتا رہے اگر اِنساں
اُس میں سُستی کی خُو نہیں آتی
چلتے رہنے سے دم نہیں گھٹتا
بہتے پانی سے بُو نہیں آتی

○

اپنے احساس کی نگاہوں سے
غیر ممکن ہے کوئی بچ نکلے
دل وہی دِل ہے درد ہو جس میں
مُنہ وہی مُنہ ہے جس سے سچ نکلے

○

آدمی درد مند ہوتا ہے
زندگی کو پسند ہوتا ہے
جو صدا ظُلم کے خلاف اُٹھائے
وُہ بہت سر بلند ہوتا ہے

○

عُمر بھر کی حسین صُبحوں میں
ظُلم کی ایک رات بھی ہے بہت
سینکڑوں دوستوں کا پیار ہے کم
ایک دشمن کی دُشمنی ہے بہت

○

اپنوں میں اجنبی اگر ہوگی
زندگی چین سے بسر ہوگی
مختلف ہوں گے زاویے اپنے
منفرد اپنی رہ گذر ہوگی

○

سُن کے یاروں کی موت کی خبریں
دِل پہ کتنا ترے اثر ہوگا
یہ بھی سوچا کبھی مگر تُو نے
تُو بھی اِک دن یہی خبر ہوگا

○

راستے سے کبھی نہ بھٹکے گا
صِرف قائم حواس رکھ اپنے
خواہشوں کا نہ دل میں ڈھیر لگا
کچھ مقاصد بھی پاس رکھ اپنے

○

راستہ کوئی بھی ہو پاؤں تلے
سامنے اپنے دھیان کو رکھو
دِل کے دروازے کھولنے ہیں اگر
بند اپنی زبان کو رکھو

○

جس سے ہوتی نہ ہو مری تائید
ایسی کوئی بھی اِصطلاح نہیں
ظلم اِنساں کو توڑ دیتا ہے
ظالموں کے لیے فلاح نہیں

○

بات کرتے ہُوئے نہ تیزی کرو
زندہ لفظوں سے فکر خیزی کرو
دِل ہے کھیتی زبان کی اِس میں
اچھی باتوں کی تخم ریزی کرو

○

دوست سب تجھ کو چھوڑ جائیں گے
اُن میں تُو خامیاں تلاش نہ کر
کوشش اِصلاح کی تو کر لیکن
غلطی کو کسی کی فاش نہ کر

○

وہ مسرت تلاش کیا کرنی
نام جس کا نہیں نمود نہیں
جس پہ اطلاق ہو حقیقی کا
اُس خوشی کا کہیں وجود نہیں

○

بات ہے یہ عجیب سی لیکن
غور اگر کیجیے تو برحق ہے
عیب جس شخص میں نہ ہو کوئی
وہ یقیناً بڑا ہی احمق ہے

○

قبر بن جاؤ تم نہ خود اپنی
مُردنی سے نہ جسم بھر جائے
آرزوؤں کو مار دو دل میں
دل تمھارا نہ ان میں مر جائے

○

اپنی تقدیر کا گِلا نہ کرو
ایسے شبہات سے بِلا نہ کرو
چاہے کتنے ہی زلزلے آئیں
اپنے محور سے تم ہِلا نہ کرو

○

اپنی تصویر زندگانی میں
وہ نمائش کا رنگ بھرتے ہیں
خود کو اعلانیہ بُرا کہہ کر
اپنی تعریف لوگ کرتے ہیں

○

مجھ سے لالچ ہے کیا تمہیں کوئی
میری ہر بات کو نہ خوب کہو
دوستی کا تو یہ تقاضا ہے
مجھ سے کھُل کر مرے عیوب کہو

○

شکل کی خوب صورتی پہ نہ جا
شکل تو جوہرِ حیات نہیں
حُسنِ باطن کی فکر کر پیارے
ظاہری حُسن کو ثبات نہیں

○

جو دکھائی نہ دیں گی چلتے ہوئے
وُہ فصیلیں بھی چاٹتا ہوں گی
بوئے گا جو زمیں میں تخمِ ہوا
آندھیاں اُس کو کاٹنا ہوں گی

○

غم سے ہوتا ہے محترم انساں
غم نہ ہو تو یہ محترم بھی نہ ہو
صرف خوشیاں ہوں زندگی میں اگر
زندگی دوزخوں سے کم بھی نہ ہو

○

جب ہوائے شعور چلتی ہے
کھلتی ہیں پھر خموشیاں اپنی
بات کرنے سے پہلے سوچتا ہوں
دل میں رکھتا ہوں میں زباں اپنی

○

جاگنے کا سبب نہ چھن جائے
نالۂ نیم شب نہ چھن جائے
درد کہتا ہے مجھ کو دل والا
مجھ سے میرا لقب نہ چھن جائے

○

دردِ دل اور کچھ نہیں کرتا
صرف قوت نچوڑ لیتا ہے
جسم کی سبز سبز شاخوں سے
ساری ہریالی توڑ لیتا ہے

○

زندگی خُود ہی خواب ہے اپنا
عالمِ اضطراب ہے اپنا
حَد سے آگے بھی ہیں حَدیں ہی حدیں
ہر حقیقت حجاب ہے اپنا

○

جو پہاڑوں کو رائی کرتے ہیں
آدمی وُہ خدائی کرتے ہیں
حادثوں سے نہ زندگی گھبرا
حادثے رہنمائی کرتے ہیں

○

اچھے انساں میں کم نہ ہو اتنا
کہ برائی کوئی نظر ہی نہ آئے
اور بُرے کو سمجھ نہ اِتنا بُرا
بات اچھی کوئی نظر ہی نہ آئے

○

بات بے بات بولتا جو ہے
اُس میں کینہ زیادہ ہوتا ہے
ناز کرتا ہے عقل پر اپنی
اصل میں جہل زادہ ہوتا ہے

○

ابتدائے سخن نہیں کرتا
بات کا بس جواب دیتا ہوں
میری کم گوئی میرا عیب نہیں
فکر کو آب و تاب دیتا ہوں

○

مال و دولت کمانے والوں کی
زندگی سایہ دار ہوتی ہے
علم و حکمت لٹانے والوں کی
رُوح سرمایہ دار ہوتی ہے

○

دیکھ کر آنکھ کے بغیر انصاف
آنسوؤں کے بغیر روتا ہے
ظالموں کو معاف کرنے سے
ظلم مظلومیت پہ ہوتا ہے

○

ان کے لفظ کی رفاقت ہے
دھیان کی اجنبی سی طاقت ہے
سُننے والوں سے پوچھ کر دیکھو
خامشی لہجۂ صداقت ہے

○

جانے والوں کے سر پہ جاتا ہُوں
ڈیتی رہ گزر پہ جاتا ہے
زندگی اب نہ ڈھونڈنا مجھ کو
مَیں عدم کے سفر پہ جاتا ہُوں

○

حُسنِ کردار کو زوال نہ ہو
زندگی کا تنی وبال نہ ہو
آدمی وُہ ہے جس سے آدمی کو
خدشۂ جان و خوفِ مال نہ ہو

○

میری پاکیزگیِ دل مُجھ کو
جذبۂ پارسائی دیتی ہے
مجُھ کو ہر نوجوان لڑکی میں
اپنی بیٹی دکھائی دیتی ہے

○

صحبتِ بد کا ہے اثر وہ اثر
پاس کیا دُور دُور پہنچے گا
گر سیاہی لگے نہ دامن پر
کچھ دُھواں تو ضرور پہنچے گا

○

روشنی حیات چھٹتی ہے
سانس کی ڈور جلد کٹتی ہے
اِس قدر مت ہنسا کرو لوگو
ہنستے رہنے سے عُمر گھٹتی ہے

○

کام آئے گی کیا دُعا اُس کے
کام کوئی اگر نہیں کرتا
آسماں سے تو آسماں والا
بارشِ سیم و زر نہیں کرتا

○

اجنبی درد، غیر تکلیفیں
حوصلہ ہے تو اپنے سر لے لے
زندہ رہنا ہے بعدِ مرگ اگر
دوسروں کے دِلوں میں گھر لے لے

○

عافیت اور حکمت و صحت

تین چیزوں کا تم فقط غم کھاؤ
متوازن حیات گزرے گی
کم ملو، بات کم کرو، کم کھاؤ

○

سخت راہوں پہ بھی سفر کرنا
سینۂ کوہ میں بھی در کرنا
دردِ مظلوم ہے اگر دل میں
ظالموں سے نہ درگزر کرنا

○

چاہے دولت ہو اُس کے پاس مگر
کس قدر بدنصیب ہوتا ہے
دوست جس کا کوئی نہیں ہوتا
وہ بہت ہی غریب ہوتا ہے

○

بندۂ جہل کے بھی دامن میں
کس قدر آگہی ہے، یہ دیکھو
یہ نہ دیکھو کہ بات کس نے کہی
بات کیسی کہی ہے، یہ دیکھو

○

کم نظر صاحبِ متانت سے
تجربہ کار مسخرہ ہے رفیع
قوّتِ بازوئے جواناں سے
ایک بُوڑھے کا مشورہ ہے رفیع

○

شعلۂ رُوح کو نہ برف کروں
دیدہ و دل محیطِ ظرف کروں
مجھ کو وہ شے زیادہ پیاری ہے
دوستوں پر جسے میں صرف کروں

○

اپنی حرص و ہوس کا خادم ہے
اپنے فکر و نظر کا مجرم ہے
جو مصاحب ہو بادشاہوں کا
وہ بڑا بدترین عالم ہے

○

قرب اپنا جسے میسر ہو
وہ کسی کے قریب کیا ہو گا
خود کو پہچان لے اگر کوئی
اُس سے بڑھ کر ادیب کیا ہو گا

○

ذرّۂ خاک کو شعور مرا
راستہ کہکشاں سے دیتا ہے
دل سے اُگتا ہے حکمتوں کا شجر
پھل زبان و بیاں سے دیتا ہے

○

عقل کی برق ذہن میں اُس کے
کبھی لہرائی بھی نہیں ہوتی
صبر جو شخص کر نہیں سکتا
اُس میں دانائی بھی نہیں ہوتی

○

دِل سے اُس کے دُعائیں نکلیں گی
جب یہ نِردھن کے کام آئے گا
مال کو دُوسروں پہ خرچ کرو
ورنہ دُشمن کے کام آئے گا

○

خشک ہیں مُفلسی سے جن کی رگیں
اُن غریبوں کو خون پہنچاؤ
تم اگر ہو سکون کے جویا
دُوسروں کو سکون پہنچاؤ

○

اپنے ہاتھوں ہی جو پڑے تم پر
اُس خطرناک زد سے دُور رہو
آرزو ٹھیک ہے جلن ہے بُری
رشک کر لو حسد سے دُور رہو

○

عقل اِتنی خُدا نے دی ہے تمھیں
جہل سے آگہی کا حق لینا
غلطی تم سے ہو اگر کوئی
اُس سے بھی اِک نیا سبق لینا

○

تُرش اِنسان کی طبیعت بھی
تلخ گوئی سے صاف ہوتی ہے
جس طرح کوئی زنگ خوردہ چیز
تیز ریتی سے صاف ہوتی ہے

○

جبر سے پیار بن نہیں سکتا
دُھوپ سے ابر چھن نہیں سکتا
خواہ کتنا ہی سخت ہو قانون
حُسنِ اخلاق بن نہیں سکتا

○

زندگی نے یہ کب کہا ہے کہ تم
کوچے کوچے صدا کرو لوگو
شہرت اور شادمانیاں کیسی
فرض کا قرض ادا کرو لوگو

○

جگمگاتے ہوئے معاشرے میں
چلتے پھرتے ہوئے اندھیرے ہیں
طلبِ اُجرت کریں جو کام بغیر
وہ گداگر نہیں لٹیرے ہیں

○

پاس ہو تُو کہ دُور ، پہنچیں گے
بن اُڑے یہ طیور پہنچیں گے
غمِ رزق اور خوفِ مرگ نہ کر
یہ تو تجھ تک ضرور پہنچیں گے

○

صاحبِ فن کی حوصلہ افزائی
حسبِ معیار اب بھی ہوتی ہے
خوبیاں کچھ کسی میں ہوں تو سہی
قدرِ فن کار اَب بھی ہوتی ہے

○

اپنی بولی لگاتے خود اِنساں
آدمیت فروش ہے لالچ
نہیں اپنے بُرے بھلے کی تمیز
دُشمنِ عقل و ہوش ہے لالچ

○

جو بساتے ہیں فکر کی دنیا
وہ نرالے کبھی نہیں مرتے
موت آتی ہے ہر کسی کو مگر
علم والے کبھی نہیں مرتے

○

جانور کا تعلق بے لوث
بد حواس آدمی سے بہتر ہے
اک سگِ حق شناس اے لوگو
ناسپاس آدمی سے بہتر ہے

○

بن مشقت کے سانس کیا لینا
خود کو دشواریوں میں خرچ کرو
زندگی نعمت الٰہی ہے
اس کو بیداریوں میں خرچ کرو

○

شبنمی بن شرر سے باز آ جا
اہلِ دل، بد نظر سے باز آ جا
ہر عمل ہو ترا نمونۂ خیر
خیر یہ ہے کہ شر سے باز آ جا

○

نیک صحبت میں رہنے والے کی
زندگی دل پذیر ہوتی ہے
پھول کو چھُو کے چلنے والی ہوا
خوشبوؤں کی سفیر ہوتی ہے

○

قہر کی مستحق ہے بے رحمی
رحمتِ حق ہے بیکسوں کے لیے
زندگی میں بھی بعدِ مردن بھی
ظُلم اندھیرا ہے ظالموں کے لیے

○

دامنِ رُوح چاک کرتے ہیں
موت سے اِشتراک کرتے ہیں
بُخل، خُود بینی، اتّباعِ نفس
آدمی کو ھلاک کرتے ہیں

○

دُکھ کسی سے اگر تمھیں پہنچے
صَبر کا شاہکار بن جانا
اَور خُوشی ہو تو سر سے پاؤں تلک
شکرِ پروردِگار بن جانا

○

راستہ کوئی خُود پہ بند نہ کر
سارے دروازے باز رہنے دے
تُو جو چاہے سلامتی اپنی
راز کو اپنے راز رہنے دے

○

تیرگی میں وہی کرے گا سفر
راستے کا جسے پتا ہوگا
بے خبر ہو گا جو بُرائی سے
وہ بُرائی میں مُبتلا ہو گا

○

زندگی تو امیر لوگوں کی
ستیوں پر اُبھار سکتی ہے
نشہ دولت کا وُہ نشہ ہے جسے
موت ہی صرف اُتار سکتی ہے

○

پھیل جائے گی ساری سانسوں میں
زندگی بھر کی اِس وبا سے بچو
بچنا چاہو اگر خباثت سے
تو تکبّر، حسد، ریا سے بچو

○

بات تو جب ہے ہم حقیقت حال
جان لیں عرض حال سے پہلے
کرنا چاہیں اگر کسی پہ کرم
چیز دے دیں سوال سے پہلے

○

آندھیوں میں نسیم بن جاؤ
کمتروں میں عظیم بن جاؤ
خود کو آراستہ جو کرنا ہے
بُرد بار و حلیم بن جاؤ

○

اپنی فطرت سے لڑ نہیں سکتے
ہیچ کاموں میں پڑ نہیں سکتے
جو حیا اور خوف رکھتے ہیں
ایسے بچے بگڑ نہیں سکتے

○

اپنے سر پر ہر اِک کا ہات نہ رکھ
ہر نظر پر بناتے ذات نہ رکھ
چاہتا ہے جو عافیت اپنی
ہر کسی سے تعلقات نہ رکھ

○

مطمئن ہم بھی زندگی سے نہیں
جی رہے ہیں مگر خوشی سے نہیں
دُکھ بھی ہر شخص نے دیے ہم کو
اور ناراض بھی کسی سے نہیں

○

رنگ کی روشنی کی خوشبو کی
پیار کی عدل کی امان کی موت
موت ہے اِک شریف آدمی کی
اِک زمانے کی اک جہان کی موت

○

بن کے کانٹوں کا ہار دوستیاں
چھین لیں گی قرار دوستیاں
ایک بھی دشمنی کے بدلے میں
نہ خریدو ہزار دوستیاں

○

خُود پرست آدمی یہ چاہتا ہے
اُس کے منصب کو لوگ پہچانیں
اور "ظاہر" دکھائی دیتا ہے
کاش باطن کے روگ پہچانیں

○

جتنا جامے سے ہوتے ہیں باہر
خول میں اتنا بند ہوتے ہیں
جن کو غصہ زیادہ آتا ہے
اُن کے ہمدرد چند ہوتے ہیں

○

اجنبی، اجنبی کو بھاتے ہیں
ایسے ناتے عظیم ناتے ہیں
سب سے اچھی ہے زندگی اُن کی
دُوسروں کے جو کام آتے ہیں

○

داغِ خندہ لگے نہ دامن پر
چاہیے اشکوں میں دِل ڈبو لینا
ہنسنے والوں کے ساتھ ہنسنا نہیں
رونے والوں کے ساتھ رو لینا

○

خاک پر یوں اکڑ اکڑ کے نہ چل
دُشمنِ عجز و انکسار نہ بن
لے گی اِک روز اِنتقام زمیں
دیکھ پُشتِ زمیں کا بار نہ بن

○

جو بُرے ہم نشین ہوتے ہیں
دُشمنِ بد ترین ہوتے ہیں
ذہن و دِل اُن کے ہوتے ہیں مکروہ
اور چہرے حسین ہوتے ہیں

○

پاؤں چُومیں بڑائیاں گویا
مُفت میں ہوں کمائیاں گویا
جس کو نرمی عطا ہوئی اُس کو
مِل گئیں سب بھلائیاں گویا

○

کوئی خُوبی جس آدمی میں نہ ہو
اُس سے پیچھا چُھڑایا جاتا ہے
جو شجر کوئی پھل نہیں دیتا
کاٹ کر وہ جلایا جاتا ہے

○

خاکساری، وقارِ مرداں ہے
آبروئے شعارِ مرداں ہے
خاکساری سے کیوں نہ پیش آؤں
حُسنِ مرداں ہے کارِ مرداں ہے

○

اپنی ہر سانس میں قرینہ رکھو
آئینے سے بھی صاف سینہ رکھو
تم سے جو بُغض و کینہ رکھتا ہے
اُس سے تم بھی نہ بُغض و کینہ رکھو

○

صرف اشیائے خارجی کی تلاش
عام انسان کا خزانہ ہے
اپنے اندر چھپی ہوئی چیزیں
ڈھونڈنے والا شخص دانا ہے

○

بارِ خواب اِس قدر نہ ڈھویا کرو
خُون میں بے حسی نہ بویا کرو
جب طلوع و غروب کا ہو وقت
دوستو اُس گھڑی نہ سویا کرو

○

کم نظر، بے اصُول لگتا ہے
راہِ دنیا کی دھُول لگتا ہے
رہے بیکار اگر کوئی اِنساں
خُود کو کتنا فضول لگتا ہے

○

صیقلِ ذہن ہے اگر مقصُود
عقل کو روشنی پلا دیجے
زندگی کو اگر سجانا ہے
عِلم کو خیر سے ملا دیجے

○

زک نہ پہنچا سکے گی پھر تجھ کو
بے رُخی کی پرات میں لے لے
دِل سے اپنے نکال کر دُنیا
پاؤں پہ رکھ لے ہات میں لے لے

○

بحث کے راستوں پہ چلنے سے
پیچ و خم سے نکل نہیں سکتے
جیت سکتے ہو تم کسی سے مگر
رائے اُس کی بدل نہیں سکتے

○

لہر اٹھتی ہے سطحِ دریا پر
سیپ گہرائیوں میں رہتے ہیں
شورِ دُنیا سے اُن کا کیا ناتا
دانا، تنہائیوں میں رہتے ہیں

○

اُس کے آگے نہ کوئی غم ٹھہرا
ٹھہرا بھی تو بہت ہی کم ٹھہرا
جس نے اپنائی خُوئے جُود و کرم
وُہی اِنسان محترم ٹھہرا

○

تیر الفاظ چلتے رہتے ہیں
ایسی کھینچی کمان ہوتی ہے
جتنے اعضائے جسم ہیں اُن میں
سب سے سرکش زبان ہوتی ہے

○

صِرف سچائی کو اگر چاہو
سب سے اچھی تمھاری دُنیا ہو
ہر نفس سے مٹھاس ٹپکے گی
سچ کہو چاہے کِتنا کڑوا ہو

○

ذہن کو پاکباز کرتی ہے
عمر کو بھی دراز کرتی ہے
زنگ آلود ہوتا ہے پُر خور
بھوک دِل کو گداز کرتی ہے

○

اپنے نقصان کے نہ ہو کے رہو
ہوش میں دھیان کے نہ ہو کے رہو
رکھو ہر اک کے ساتھ میل ملاپ
ایک انسان کے نہ ہو کے رہو

○

مُنہ سے شعلے کوئی نکالے، مگر
آگ اپنی قبا کو لگتی ہے
خواہ کوئی بھی خُود ستائی کرے
ٹھیس اپنی اَنا کو لگتی ہے

○

لائق اِمتحاں نہیں ہوتے
اپنے اُوپر عیاں نہیں ہوتے
جو سہارے تلاش کرتے ہیں
وہ کبھی کامراں نہیں ہوتے

○

دوست دہشت زدہ رہیں جس سے
اصل حیوان اصل میں وُہ ہے
دُشمنوں کو بھی جس سے خوف نہ ہو
کامل اِنسان اصل میں وُہ ہے

○

یہ ترا خُون ہے پسینہ ہے
اِس اُجالے کو تیرگی میں نہ پھینک
مالِ محنت، فضول خرچ نہ کر
سچے موتی کو گندگی میں نہ پھینک

○

شعلوں سے کھیلنا جسے آتا نہ ہو اُسے
شبنم کا ایک قطرہ بھی پینے کا حق نہیں
سجتی ہے رنگِ ذہن سے تصویرِ زندگی
محرومِ فکر شخص کو جینے کا حق نہیں

○

درپیش مشکلات سے صرفِ نظر کریں
بات اس میں کوئی بھی نہیں حیران ہونے کی
ہر وقت اس کی یاد میں مشغول رہتے ہیں
فرصت کہاں ہے لائیں پریشان ہونے کی

○

بکھرنے لگتی ہے کچھ اور اُن کی بینائی
شبِ سیاہ میں روشن دماغ مرتے نہیں
ہتھیلیوں پہ جلاتے ہیں جو لہو کے چراغ
ہوائے تیز سے اُن کے چراغ مرتے نہیں

○

دعوے جتنے بھی کیے جاتے ہیں
اُن میں آدھے نہیں پُورے ہوتے
یہ تو قدرت کا کرم ہے ہم پر
ورنہ سب لوگ ادھورے ہوتے

○

خطا ساری ہے یہ اہلِ نظر کی
نہیں تو میں کوئی خواہش نہ کرتا
کسی چہرے پہ بھی ہوتیں نہ آنکھیں
تو مَیں بھی اپنی آرائش نہ کرتا

○

اپنی ہر ایک سانس زمانے کے نام کر
رُخ اِس طرح بھی چلتی ہواؤں کا پھیر دے
ہر روز ایک ایسا کوئی نیک کام کر
جو دُوسروں کے لب پہ تبسم بکھیر دے

○

تلخیوں کے نہیں عادی لیکن
یہ بھی اِک ذائقہ لیتے رہنا
عقل تھوڑی سی بھی ہے تم میں اگر
نفس کا جائزہ لیتے رہنا

○

اپنے ہاتھوں سے ہی اپنے دِل پر
ٹوٹنے والی قیامت سے بچو
سوچ کر مُنہ سے نِکالو باتیں
عُذر خواہی کی ندامت سے بچو

○

عاقل کو شوق ہوتا ہے اَوجِ کمال کا
جاہل کا منتہائے نظر، مال ہوتا ہے
سرمایہ دار ہوتی ہے عاقل کی مفلسی
جاہل تو مالدار بھی کنگال ہوتا ہے

○

ساعت کوئی آواز سے خالی نہیں جاتی
عادت یہ ہُوا کرتی ہے ڈالی نہیں جاتی
تنہائی میں کیا ذہن پہ رکھیں گے وہ قابُو
محفل میں زباں جن سے سنبھالی نہیں جاتی

○

درد جب پیار کا سینے میں اُٹھے
وُہ قیامت کی گھڑی نعمت ہے
سرد پانی بڑی نعمت ہے مگر
پیاس اُس سے بھی بڑی نعمت ہے

○

آئینہ بےچہروں کو دکھانے سے فائدہ
بوسیدگی پہ رنگ سجانے سے فائدہ
ہوتا نہیں بزدل پہ مذمّت کا کچھ اثر
مُردہ بدن پہ زخم لگانے سے فائدہ

○

اجارہ دار کا ورثہ خرد نہیں ہوتی
علُوم کی کوئی حتمی سند نہیں ہوتی
کہیں بھی ختم نہ ہو راستہ ترقی کا
کسی بھی تجربے کی کوئی حد نہیں ہوتی

○

خواہش کو آرزو کو تمنا کو چھوڑ دے
ماضی کو عہدِ حال کو فردا کو چھوڑ دے
خُود تیرے پاؤں چُومے گی خُود چل کے آئے گی
دُنیا کو چاہتا ہے تو دُنیا کو چھوڑ دے

○

خار تو خار ہی کہلائیں گے تازہ ہوں کہ خشک
خوف موسم کا گلوں کو ہے خاروں کو نہیں
بڑے لوگوں کی تو سختی بھی بڑی ہوتی ہے
چاند سُورج کو گہن لگتا ہے تاروں کو نہیں

○

عشق کا جب سے مجھ کو روگ لگا
ابر سے بجلیاں چُراتا ہوں
ساحلِ اشک پر کھڑا ہو کر
آگ کی بانسری بجاتا ہوں

○

رندِ ہستی کا جام ہے دُنیا
نشّۂ احترام ہے دُنیا
مرد ہیں ساز، عورتیں مضراب
اور نغموں کا نام ہے دُنیا

○

اُس کی آنکھوں کو سامنے رکھ کر
اپنا کردار کیسے تولے گا
وہ ترازو جو سونا تولتی ہے
اُس میں کُہسار کیسے تولے گا

○

خوبصورت سا حادثہ بن کر
دِل پہ چُپ چاپ بیت جاتا ہے
ہارنا جانتا ہے جو خُود کو
مجُھ کو وُہ شخص جیت جاتا ہے

○

درد کی محفلوں میں رہتا ہُوں
مَیں شکستہ دِلوں میں رہتا ہُوں
جو کہیں ختم ہی نہیں ہوتیں
اُن حسیں منزلوں میں رہتا ہُوں

○

جاگتا ہے وہیں نصیبِ وفا
تھک کے سو جائے انتظار جہاں
حد محبّت کی ہو وہاں سے شروع
ختم ہوتا ہے اِختیار جہاں

○

یار جاں سے عزیز ہوتا ہے
خوشبوئیں خار تو نہیں ہوتیں
چاہے پلکیں کسی قدر ہوں گھنی
آنکھ پر بار تو نہیں ہوتیں

○

ہاتھ کیا تیرا ہاتھ میں آیا
سر دخوں پر حرارتیں ٹوٹیں
کیا بتاؤں کہ جسم کی تیرے
مجھ پہ کیا کیا قیامتیں ٹوٹیں

○

کیا خبر زندگی زمانے سے
کتنی ہاری ہے کتنی جیت گئی
کیا میں کرتا مطالعہ دُنیا
خود کو پڑھنے میں عمر بیت گئی

○

زندگی کے ہزار رستوں سے
ایک ہی راستہ نکلتا ہے
دِل کہیں سے سفر شروع کرے
تیری گلیوں میں جا نکلتا ہے

○

مُسکراہٹ کا دُوسرا پہلو
اہلِ دل چشمِ نم کو کہتے ہیں
زندہ رہنے کا ہے شعور جنہیں
وُہ خوشی، ضبطِ غم کو کہتے ہیں

○

ایک نقطے کی ہو نہ گنجائش
اِس طرح صفحۂ حیات بھریں
بھُول جانے کا خوف ہی نہ رہے
آؤ اِک دُوسرے کو حفظ کریں

○

عہدِ رفتہ کی کھنچ گئی تصویر
سب فراز و نشیب یاد آئے
جب کسی نے لیا خلوص کا نام
دوستوں کے فریب یاد آئے

○

بھیک دیدے ہمیں بھکاری ہیں
امتحانِ کرم نہیں کرتے
تیرے قدموں میں کچھ جگہ مل جائے
ہم طوافِ حرم نہیں کرتے

○

مسکرا مسکرا کے جانِ حیات
مبتلائے توقعات نہ کر
ہم بڑے سادہ لوگ ہیں ہم سے
شاعرانہ تکلفات نہ کر

○

آپ اگر زہر خند رکھتے ہیں
ہم بھی تریاق چند رکھتے ہیں
آپ اونچے محل بنا لیجے
ہم نظر کی کمند رکھتے ہیں

○

نہیں بھاتا ہمارا جینا اگر
تن تنہا خوشی سے جی لینا
زہر پہلے ہمیں عطا کر دو
پھر تم آب حیات پی لینا

○

اپنے ساتے کو دوں اگر آواز
راہ کے پیچ و خم سے تو نکلے
پتھروں سے اگر کلام کر دوں
پردۂ ہر صنم سے تو نکلے

○

کھا ہی جاتے ہیں ہم فریبِ سخن
احتراماً یقین کرتے ہیں
اِس قدر خود بھی وہ حسین نہیں
بات جتنی حسین کرتے ہیں

○

آگ ایسی لگی ہے سینے میں
جس کو آنسو بجھا نہیں سکتے
شعلۂ دِل اگر بھڑک اُٹھا
آپ دامن بچا نہیں سکتے

○

کِتنا شیریں سوال تھا میرا
کتنا روکھا جواب پایا ہے
چل کے میری کمان سے اک تیر
میرے سینے پہ لوٹ آیا ہے

○

عارضی قہقہوں کے دامن میں
آنسوؤں کو سمو رہے ہیں ہم
روئے گی کل ہمیں یہی دُنیا
ابھی دُنیا کو رو رہے ہیں ہم

○

جل چکی شمع رات باقی ہے
بجھ گیا دل حیات باقی ہے
لُٹ گئی کائنات ہستی کی
ہستیِ کائنات باقی ہے

○

دیکھ یُوں اسے نگاہِ دُزدیدہ
جاگ اُٹھے آرزوئے خوابیدہ
گفتگو اور اِس قدر محتاط
دوستی اور اِتنی سنجیدہ

○

نصف پھول جسم نصف سایا ہوں
اپنی تکمیل کرنے آیا ہوں
خوشبوئیں چاہتے ہو تم مجھ سے
اور میں سینے میں آگ لایا ہوں

○

موجِ دریا سراب جیسی ہے
اب حقیقت بھی خواب جیسی ہے
زندگی ہے ورق ورق اپنی
اور بظاہر کتاب جیسی ہے

○

حُسن والوں کے سامنے اپنی
کم کبھی حیثیت نہیں کرتے
پیار کرتے ہیں خوشبوؤں سے اگر
پھول سے معذرت نہیں کرتے

○

تابعِ حکمِ حق تعالیٰ ہُوں
شکر ہے مَیں مطیعِ نفس نہیں
جھانک کر دیکھ لو مِرے اندر
اِک کشادہ فضا ہے حبس نہیں

○

اُس کے آگے جُھکوں تو قد ہو بلند
ذکر اُس کا کروں تو ذات بڑھے
اُس کی جانب بڑھوں میں اِک بالشت
میری جانب وُہ ایک ہات بڑھے

○

فیصلے پر خُدا کے راضی رہ
نقدِ انعام مِلنے والا ہے
آزمائش کی سختیوں پہ نہ جا
بڑا انعام مِلنے والا ہے

○

دفترِ حق میں مستند ہو جا
بھیڑ میں اپنی منفرد ہو جا
آرزو ہے جو اس کو پانے کی
اُس اَحد کے لیے اَحد ہو جا

○

زندگی کے ہر ایک لمحے پر
مالکِ وقت صاد کرتا ہے
یاد اللہ کو جو کرتے ہیں
اُن کو اللہ یاد کرتا ہے

○

فاش ذہن و ضمیر پہ میرے
ہر بھلائی کا بھید ہو یا رب
کاش مجھ کور بخت کا چہرہ
حشر کے دن سفید ہو یا رب

○

یوں تو دُنیا کے ذرّے ذرّے میں
عظمتِ کبریا کو دیکھتے ہو
بندگیِ خُدا کرو ایسے
جیسے تم بھی خُدا کو دیکھتے ہو

○

اپنے ہر اک عمل کے خاکے میں
رنگِ خوشنودیِ خُدا بھرنا
دوستی ہو کہ دُشمنی، لوگو
صرف اللہ کے لیے کرنا

○

جس نے "ہونا" کیا "نہ ہونے" کو
مار کر وُہ جِلا بھی سکتا ہے
جس خدا نے ہمیں کیا پیدا
وُہ دوبارہ اُٹھا بھی سکتا ہے

○

کسی انساں، کسی بھی چیز کا ڈر
اچھے اچھوں کو زیر کرتا ہے
صرف اِک ربِّ ذوالجلال کا خوف
آدمی کو دلیر کرتا ہے

○

عقل کے سر سے ہاتھ اٹھا لوں گا
اپنی دانائیوں کو ڈھا لوں گا
اے خدا تیرے نام پر مجھ کو
کوئی دھوکا بھی دے تو کھا لوں گا

○

رکھ کر اِک سمت دوزخ و جنّت
دل کو غرقِ شہود کرتا ہوں
صرف اللہ کی رضا کے لیے
میں قیام و سجود کرتا ہوں

○

آرزوؤں کی کھال اُتارنے سے
دِل رہے زندہ نفس مارنے سے
ٹوٹتا ہے سکوت اندر کا
صرف اللہ کو پُکارنے سے

○

گھڑی ہوتی ہے اک گناہوں کی
یہ میں سجدے میں سر نہیں رکھتا
آنکھ فضلِ خدا پہ رکھتا ہوں
اپنے اعمال پر نہیں رکھتا

○

ہر نَفَس میں چراغ جلتے ہیں
روشنی یہ ہوا سے ہوتی ہے
شجرِ معرفت کی نشوونما
بندگیِ خدا سے ہوتی ہے

○

ہر گھڑی کا حساب دینا ہے
اپنے ہر نقش پا کو یاد رکھو
حافظے کا معاوضہ ہے یہی
موت کو اور خُدا کو یاد رکھو

○

تیرے ہر عضو کی زباں ہوگی
ہر عمل کا ترے دہن ہوگا
پیش ہوگا خُدا کے سامنے جب
بے سہارا برہنہ تن ہوگا

○

اپنے اللہ پر توکّل رکھ
کہ توکّل یقین رحمت ہے
ہر پریشانی و مصیبت میں
صبر کر صبر بھی عبادت ہے

○

تجھ کو نزدیک و دُور سے دیکھوں
چشمِ تحت الشعور سے دیکھوں
ایسی آنکھیں بھی کر عطا یا رب
مَیں تجھے تیرے نُور سے دیکھوں

○

اِس طرح سَر ہو خاک پر میرا
دیکھ لُوں عرش پر دُعا کو میں
ایک لمحے کے واسطے ہی سہی
کاش پہچان لُوں خُدا کو مَیں

○

فحش گوئی کو بد زبانی کو
جو شریک شعار رکھتا ہے
جان لے وُہ کہ ایسے بندے سے
بغض پروردگار رکھتا ہے

○

اپنے در کا مجھے گدا رکھنا
مجھ پہ بابِ کرم کھُلا رکھنا
اے خدا مجھ میں، اور شیطاں میں
فاصلہ شرق و غرب کا رکھنا

○

صرف یہ ایک رسم ہی تو نہیں!
خوبیاں بھی عیادتوں میں ہیں
جو عیادت کریں مریضوں کی
وُہ خدا کی ضمانتوں میں ہیں

○

ہیچ ہو میرے سامنے دُنیا
اس قدر مجھ کو وسعتیں دیدے
میرا دامن کھلی ہو زمیں جتنا
اور زمیں بھر کے رحمتیں دیدے

○

خواہشِ نعمتِ نوید رکھو
لمحۂ غم میں شوقِ عید رکھو
توبہ کر لو اگر گناہوں سے
مغفرت کی ضرور اُمید رکھو

○

وقت ہر چند اجتناب کرے
بخت مشکل کا سدِباب کرے
جبر میں صبر کرنے والوں کی
مدد اللہ بے حساب کرے

○

کیا یہ کم ہے خُدا کا مجھ پہ کرم
کہ مصیبت میں پھنس نہیں جاتا
جب گناہوں کے ساتھ چلتا ہُوں
اُس کی دھرتی میں دھنس نہیں جاتا

○

قال سے قیل سے نہیں مِلتا
کسی تاویل سے نہیں مِلتا
رب کو رب سے ہی مانگ لیتا ہُوں
فکر و تخئیل سے نہیں مِلتا

○

گرفت خُود میں اِس قدر مجھ کو
لغزشوں کا رہے نہ ڈر مجھ کو
اے خدا اے مرے رحیم و کریم
سارے داغوں سے پاک کر مجھ کو

○

عقلِ انساں لگا نہیں سکتی
رحمتِ کبریا کا اندازہ
ڈھونڈنے سے خُدا ملے گا ضرور
کھٹکھٹاؤ، کھلے گا دروازہ

○

پُر حقیقت کہانیاں دیکھوں
چُپ میں شیریں بیانیاں دیکھوں
چاند میں کہکشاں میں جگنوؤں میں
میں اُسی کی نشانیاں دیکھوں

○

توڑ دو اپنا آئینہ خانہ
نہ رکھو اِتنی صُورتیں اپنی
قُرب اللہ کا اگر چاہو
ختم کر دو ضرورتیں اپنی

○

ایک تو ہے ہی آدمی مجبُور
اُس پہ بے اختیار کرتا ہے
آزمائش میں ڈالتا ہے جنھیں
اُن سے اللہ پیار کرتا ہے

○

جب سے تیری طرف کیا ہے رجُوع
خُود کو آخر سے کر رہا ہُوں شروع
میرے قدموں کی دُھول کے پیچھے
چاند ہی چاند ہو رہے ہیں طلُوع

○

اے خُدا میں تری محبت میں
اتنی بَس خورد بُرد کرتا ہُوں
پاس رکھتا ہُوں جسم کو اپنے
دِل کو تیرے سپُرد کرتا ہُوں

○

شرق اور غرب کے پیالوں سے
حُسن تیرا چھلکتا رہتا ہے
دِل ہے میرا، یہ میرے سینے میں
یا ترا غم دھڑکتا رہتا ہے

○

دِل کے طوفان میں نہیں رہتا
اپنے ہجران میں نہیں رہتا
مانگتا ہے جو حق تعالیٰ سے
کبھی نقصان میں نہیں رہتا

○

ایک پل کو پلک جھپکتا نہیں
دِن کو دیکھے وہ رات کو دیکھے
نُورؔ ہوں میں خُدا کی آنکھوں کا
مجھ سے وُہ کائنات کو دیکھے

○

لوگ جس میں مجھے اُتار آئیں
وہ گڑھا روشنی سے بھر دینا
دُور رکھنا فشار سے یارب
قبر میری فراخ کر دینا

○

فرمانبردار مصطفیٰ ہو جا
حسبِ معیارِ مصطفیٰ ہو جا
رحمتِ حق خرید لے گی تجھے
جنسِ بازارِ مصطفیٰ ہو جا

○

جو نبی کی رضا وہ میری رضا
جو خدا کو پسند مجھ کو پسند
میری آزادیوں کا کیا کہنا
سُنّت و شرع کا ہُوں میں پابند

○

سرورِ دو جہاں کا ہے فرمان
رُوپ سختی کا دھارنا ہے غلط
چیونٹی، بلّی، شہد کی مکھی
اور ہُد ہُد کو مارنا ہے غلط

○

ایک درد پر اگر سمٹ جاتے
اتنے فرقوں میں ہم نہ بٹ جاتے
آگے بڑھنے کی آرزو تھی اگر
چودہ سو سال پیچھے ہٹ جاتے

○

رکھ لیا آنکھ میں مدینے کو
اور سُنتوں سے سجائیں سینے کو
غرق ساحل پہ کر دیا ہم نے
اپنی تہذیب کے سفینے کو

○

پیار کی رَو پہ جھوُل کر دیکھیں
اختلافات قبوُل کر دیکھیں
ہم نے تقلیدِ جہل تو کر لی
اتباعِ رسوُلؐ کر دیکھیں

مرتبہ عشق سے کر و معلوم
عظمتیں، عزّ و جاہ سے پوچھو
میری آنکھوں کا میرے دل کا پتہ
میرے آقا کی راہ سے پوچھو

○

آپؐ کا قول ہے تو برحق ہے
واقعی شاندار جوہر ہیں
دیں، حیا، عقل اور عملِ صالح
جسمِ انساں کے چار جوہر ہیں

○

اپنے نقشِ حیات سے مجھ کو
نقشِ پائے رسول پیارا ہے
خار، پائے حضورؐ میں نہ چبھے
قتل ہونا مجھے گوارا ہے

○

علم، ایماں، عمل کا نام ہے دین
یہ ہیں سب مقتدی امام ہے دین
غور کر اُسوۂ محمدؐ پر
سارا قرآں ہے تمام ہے دین

○

رکھتے ہیں دولتِ یقیں ہم لوگ
مفلسِ زندگی نہیں ہم لوگ
ہم فقیروں کا کر ادب دُنیا
انبیا کے ہیں جانشیں ہم لوگ

○

قطرہ قطرہ ہُوئے حق پی کر
خطِ پیمانۂ حیات گھٹے
لمحہ لمحہ مرا ہو صدقے
اتباعِ نبی میں عُمر کٹے

○

نغمۂ جاں کی لے نہیں ہوتی
معرفت کوئی شے نہیں ہوتی
شرطِ ایماں ہے پیروئ رسُولؐ
ورنہ یہ راہ طے نہیں ہوتی

○

میری خوش بختیوں کا کیا کہنا
یادِ سرکار میری پُونجی ہے
نغمۂ وقت بھی ہے میری صدا
گنبدِ عرش میں بھی گُونجی ہے

○

یہ دِل اب مُصطفےٰؐ کا ہو رہا ہے
کرم مجھ پر خُدا کا ہو رہا ہے
اُجالے بڑھ رہا ہے وقت مجھ میں
اُجاگر میرا خاکہ ہو رہا ہے

○

علم والے زمین کے تارے
علم سے کم ہے بندگی کا مقام
علم جنت کے راستوں کا نشاں
علم کردار کا عمل کا امام

○

طلبِ حق میں تم اگر نکلو
چادرِ نور اوڑھ کر نکلو
ذات کو اپنی آنکھ میں رکھ کر
آنکھ سے صورتِ نظر نکلو

○

زندگی کاٹنی نہیں دشوار
مختصر اور جمیل رستہ ہے
حشر تک تو کرے گا جس پہ سفر
وہ بہت ہی طویل رستہ ہے

میری بنیاد ہے محبت پر
میری ہمدرد رُوح سوزی ہے
عاجزی، فخر، معرفت، پُونجی
زُہد، پیشہ یقین روزی ہے

جل اُٹھیں گے چراغ راہوں کے
روشنی دھیان میں کرو لوگو
جستجو ہے اگر تمھیں اپنی
غور قرآن میں کرو لوگو

ہاتھ پکڑے وُہی ہواؤں کا
جس کے پیروں تلے زمین نہ ہو
شوق دُنیا میں مبتلا ہو وُہی
آخرت کا جسے یقین نہ ہو

○

ذہن کو جو حیات دیتے ہیں
فکر کو وہ ثبات دیتے ہیں
حرفِ ناداں پہ صبر کرتے ہیں جو
عقل کی وہ زکواۃ دیتے ہیں

○

مارا جاتے خدا کی راہ میں جو
شاخِ جاوید پر وہ کھلتا ہے
زندہ لوگوں کی طرح اُس کو بھی
رازقِ کُل سے رِزق ملتا ہے

○

پیار دُنیا سے وہ نہیں کرتا
جو طلبگار مغفرت کا ہے
سب سے پیاری حیات بے اَبدی
سب سے اچھا گھر آخرت کا ہے

○

قبر کردار کی نہیں ہوتی
دفن سیرت کبھی نہیں ہوتی
مرگ پرچیز کا ہے وہ حیات
جو کبھی ختم ہی نہیں ہوتی

○

ذہن اگر سوچنے کا عادی ہے
اس سے آگے عمل کی وادی ہے
آدمی کی عظیم تر قوت
ہے تو بس قوتِ ارادی ہے

○

جہل آنکھوں کے ساتھ بھی اندھا
عقل کو کوئی انفعال نہیں
جہل افلاس کی علامت ہے
عقل سے بڑھ کے کوئی مال نہیں

ایک مکھی بھی جو بنا نہ سکیں
اپنی پرواز اُن پہ وارتے ہیں
کتنے ناداں ہیں جو مدد کے لیے
غیر اللہ کو پکارتے ہیں

علم کی ایک بوند بھی لوگو
ہر چھلکتے سبو سے پیاری ہے
عالموں کی سیاہیِ خامہ
شہداء کے لہو سے پیاری ہے

راہِ حق میں جو مال خرچ کریں
صاحبِ دیدہ و دماغ ہیں وہ
جس میں بارش سے دُگنا پھل آئے
ایسی اونچی جگہ کا باغ ہیں وہ

○

یہ عجب آخری ٹھکانہ ہے
قبر، عبرت ہے ہر کسی کے لیے
گوشِ دل سے سُنے اگر کوئی
وعظ ہے موت آدمی کے لیے

○

موت کے بہترین ساماں کی
آرزو راہ راہ رکھنی ہے
سانس لینا ہے اس جہاں میں مگر
آخرت پر نگاہ رکھنی ہے

○

کام گویائی سے بھی لو لیکن
لب اعضا سے بھی کلام کرو
جان پہچان ہو نہ ہو چاہے
ہر مسلمان کو سلام کرو

○

روح کو بے قرار رکھنے میں
شوق و وجدان کی سلامتی ہے
درمیانِ اُمید و خوف رہو
اس میں ایمان کی سلامتی ہے

○

کون کہتا ہے ' دِل کی آوازیں
جانبِ آسماں نہیں جاتیں
پھل خُدا سے ضرور مِلتا ہے
نیکیاں رائیگاں نہیں جاتیں

○

وُسعتیں ہیں جو صُوفیوں کے لیے
عاصیوں کے لیے فشار بھی ہے
قبر جنّت کا باغ ہی تو نہیں
قبر دوزخ کا ایک غار بھی ہے

○

نکہت آمیز دھول ہوتی ہے
گرد آلود پھول ہوتی ہے
توبہ کی جائے جو جوانی میں
وُہ یقیناً قبول ہوتی ہے

○

چیز یہ بے مثال ہے لے لو
ذہن و دِل کا جمال ہے لے لو
جس طرح بھی ملے جہاں سے ملے
علم مومن کا مال ہے لے لو

○

فکرِ شائستہ کے لیے سَم ہے
اِس سے نفرت ہو جس قدر کم ہے
حرفِ غیبت نہ لا زباں پہ کبھی
یہ غذائے سگِ جہنم ہے

○

لے کسی ناؤ کو، دروغ گوئی
لے کے دریا کے پار جاتی ہے
جھوٹ لے جاتا ہے بدی کی طرف
اور بدی سوئے نار جاتی ہے

○

گردشِ روز و شب کا فیصلہ ہے
تیرگی تیرگی سے ختم نہ ہو
نیکیاں نیکیوں سے پھیلیں مگر
بدی کوئی بدی سے ختم نہ ہو

○

جس کا اللہ پر بھروسہ ہو
دِل میں اپنے نہ وُہ ملال رکھے
لیکن اُس پر یہ شرط لازم ہے
اپنے ہمسائے کا خیال رکھے

خالی لمحوں کو بھرتا رہتا ہوں
حق تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہوں
زنگ کیوں کر لگے مرے دل کو
موت کو یاد کرتا رہتا ہوں

○

ڈالتا ہے شگاف سینوں میں
چاہتوں کے مکاں اُجاڑتا ہے
مومنو مت کیا کرو غصّہ
غصّہ ایمان کو بگاڑتا ہے

○

کہاں عشق طویل کا اپنی
خرچ ایک ایک پل کیا تو نے
یہ بتا جو بھی تھا تجھے معلوم
اس پہ کتنا عمل کیا تو نے

○

خُوش نہ ہو جو خُدا کے فیصلوں پر
اُس کی تقدیر کتنی کھوٹی ہے
تقویٰ کیا ہے بتاؤں مُتّقیو
کوہسارِ یقیں کی چوٹی ہے

○

سامنے آخرت کے یہ دُنیا
اپنی کس حیثیت پہ اکڑے گی
ڈالو اُنگلی اگر سمندر میں
کتنا پانی وہ لے کے لوٹے گی

○

آپ چاہے یہاں سدا رہنا
آپ کا عارضی ٹھکانہ ہے
دُنیا جنّت ہے کافروں کے لیے
اور مومن کا قید خانہ ہے

○

تیرگی کو نہ غم گسار بنا
چور کب روشنی کا یار بنا
چاہتا ہے جو بہتری اپنی
کافروں کو نہ رازدار بنا

○

رُوح کے آس پاس رہتا ہے
ہر گھڑی خود شناس رہتا ہے
چہرہ بشاش ہوتا ہے لیکن
دلِ مومن اداس رہتا ہے

○

تم پہ کھولے خدا جو بابِ قبول
رحمتوں کا اگر ہو تم پہ نزول
شکر کرتے ہو تم کہ ناشکری؟
آزمائش ہے نعمتوں کا حصول

○

معصیّت کا نہ دھرم بھرو لوگو
فکرِ روزِ جزا کرو لوگو
جس کا ایندھن بنیں گے سنگ و بشر
ڈرو اُس آگ سے ڈرو لوگو

○

تیر لفظوں کے بھی کیے ہیں عطا
ناطقے کی کمان بھی دی ہے
صرف تلوار سے جہاد نہ کر
حق نے تجھ کو زبان بھی دی ہے

○

ڈُوب سکتا ہے اپنے آپ مگر
دُوسروں کو ڈبو نہیں سکتا
ظالموں کا جو ساتھ دیتا ہے
وُہ مُسلمان ہو نہیں سکتا

○

عظمت آدمی نسبی تو نہیں
یہ تو روزِ ازل سے ملتی ہے
کام نام و نسب نہیں آتے
ہر بڑائی عمل سے بنتی ہے

○

بیچ کر اپنی قیمتی سانسیں
نخوت و عیش و گمرہی نہ خرید
آخرت کی حیات کے بدلے
صرف دُنیا کی زندگی نہ خرید

○

صحبتِ بد سے اچھی تنہائی
نہ کبھی کوئے دیر میں رہنا
اور تنہائی سے بھی بہتر ہے
صحبتِ اہلِ خیر میں رہنا

○

خاک بھی شمعِ رہگزر بن جائے
روشنی سب کی ہمسفر بن جائے
دیں کو اپنا وہ تاکہ یہ دُنیا
اَمن اور آشتی کا گھر بن جائے

○

جس کا مقصود ہو رضائے خُدا
اُس کا سجدہ نشانِ رحمت ہے
جو عبادت ہو جنتوں کے لیے
وُہ عبادت نہیں تجارت ہے

○

دُھول کو اپنی پھول کرتے ہیں
بڑی نعمت وصُول کرتے ہیں
کِس قدر عقل مند ہیں وہ لوگ
جو نصیحت قبُول کرتے ہیں

○

حرفِ شیریں لبوں میں باندھ کے رکھ
لذتیں ذائقوں میں باندھ کے رکھ
نعمت اک وحشی جانور ہے اسے
شُکر کی بیڑیوں میں باندھ کے رکھ

○

پیاس جس سے کسی کی بُجھ نہ سکے
اُس سمندر سے چشمہ بہتر ہے
سالہا سال کی عبادت سے
عدل کا ایک لمحہ بہتر ہے

○

بے حسی کو شریک ٹھہرا کر
کرے انسان کام شیطانی
چاپلوسی ہو یا خوشامد ہو
داؤ بھی یہ تمام شیطانی

○

ذہن لیتا ہے راستے دونوں سے
بات کچھ بن نہ پائے دونوں سے
فاقہ مستی ہو یا شکم سیری
خلل ایماں میں آئے دونوں سے

○

ایسا بھرپور ہوتا ہے یہ شجر
جس کا پھل شاخ شاخ ہوتا ہے
تنگدستی پہ صبر کرنے سے
رزقِ انساں فراخ ہوتا ہے

○

لازم آتا ہے بندگی پہ تری
حق تعالیٰ کا شکر ادا کرنا
آج کا رزق ہے اگر موجود
کل کی روزی کا فکر کیا کرنا

○

کوچۂ زندگی کے متوالے
فکرِ آسماں کی فکر بھی کر
اِس زمیں پر بھی گھر بنا لیکن
عاقبت کے مکاں کی فکر بھی کر

○

جو کریں گے رضائے حق کے لیے
نفع دے گا وہی عمل ہم کو
آج ہم پر ہے شاق جو نیکی
بخشوائے گی کل وہی ہم کو

○

کاش ان پر عمل کرو لوگو
قول ہیں جو قدیم لوگوں کے
تقویٰ خلوت میں، خوف میں حق گوئی
کام ہیں یہ عظیم لوگوں کے

○

ایک محدود ایک لامحدود
اِک سمندر ہے اور ایک ندی
علم اور جہل کا مقابلہ کیا
علم نیکی ہے اور جہل بدی

○

ہو مسلماں اگر کوئی جاہل
جہل کی اُس کے یہ تلافی ہے
علم سے بہرہ ور نہیں تو نہ ہو
اُس کو خوفِ خدا ہی کافی ہے

○

جیتے آئے ہو اِس جہاں میں اگر
کچھ تو مفہومِ زندگی سمجھو
جو قدم اُٹھے کامیاب اُٹھے
لمحے لمحے کو آخری سمجھو

○

خواہشِ رنگِ پیرہن ہی نہ کر
ظاہری حسن کے جتن ہی نہ کر
جانبِ روح بھی توجہ دے
صرف آرائشِ بدن ہی نہ کر

○

خیر صحت ہے شر ہے بیماری
خیر خوبی ہے شر خرابی ہے
خیر میں سب کا ہے بھلا ہی بھلا
شر میں ہے جس قدر خرابی ہے

○

خوش ادا خوش خصال بن کے رہے
سایۂ اتصال بن کے رہے
کام آتے ہر اک مصیبت میں
دوست وہ ہے جو ڈھال بن کے رہے

○

آگہی کے مظاہرے سے بھلی
تجربے سے مشاہدے سے بھلی
چند لمحوں کی صحبتِ عالِم
مُدّتوں کے مطالعے سے بھلی

○

اِس میں بھی مصلحت ہے قُدرت کی
دِل سے رکھا دماغ کو بالا
تاکہ ماتحتِ عقل و ہوش رہے
اپنے جذبوں سے کھیلنے والا

○

بیَر سے آشنائی بھی نہ کرو
ظُلم کی پیشوائی بھی نہ کرو
تم کسی کا نہ کر سکو جو بھلا
تو کِسی سے بُرائی بھی نہ کرو

○

سجدۂ محویت سے سر نہ اُٹھے
نہ اُٹھے اور عمر بھر نہ اُٹھے
حیا یہ ہے کہ ماسوائے خدا
دُوسرے کی طرف نظر نہ اُٹھے

○

ہر گھڑی کا حساب دینا ہے
لمحے لمحے کے ساتھ پیارے ٹل
ایسا دریا ہے زندگی، جس کی
ناؤ دریا ہے آخرت ساحل

○

جتنی درکار ہو تمھیں روزی
اتنی محنت کیا کرو لوگو
دِل ہو رزق حلال سے روشن
روشنی میں رہا کرو لوگو

○

آخرت سے جو ہم کو باز رکھے
وہ تمنائے خام ہے دُنیا
سونے چاندی کا صرف نام نہیں
غفلتِ دیں کا نام ہے دُنیا

○

تین اصلیتیں جو بھانپ لے
اُس پہ رحمت کا ابر ہوتا ہے
دین کی اصل عقل، عقل کی علم
علم بنیادِ صبر ہوتا ہے

○

علم دریا ہے بے کنار دل کا
قیمتی لہر لہر ہے اس کی
اس کی گہرِ نیساں حقیقت ہیں
معرفت اک نہر ہے اس کی

○

لطفِ دیں ہو کہ لطفِ دُنیا ہو
حُسن بینائی کے بغیر نہیں
جتنی کر آنکھ کی حفاظت کر
آنکھ بگڑی تو دِل کی خیر نہیں

○

اتنا قحط الرجال ہے کہ یہاں
آدمی آدمی کرامت ہے
اہلِ حق میں کرامتوں کو نہ ڈھونڈھ
اِن کی موجودگی کرامت ہے

○

ذہن اپاہج ہو دِل علیل رہے
اپنی نظروں میں خود ذلیل رہے
متکبّر ہو جس کی فیاضی
اس سے اچھا ہے وُہ بخیل رہے

○

پھُول کی طرح سر سپاہیوں کے
اپنی تلوار میں پروتا ہے
جانتا ہے جو شجرۂ دشمن
مالکِ فتح نصف ہوتا ہے

○

یہ وہ شب ہے خدا سے جس کے لیے
مانگتا رہ دعا کہ صبح نہ ہو
نفس کے ساتھ جنگ کر ایسی
مرتے دم تک کبھی اس سے صلح نہ ہو

○

نیک اِنسان کو بُرا اِنساں
کبھی آلودۂ ضرر نہ کرے
جیسے صندل کے پیڑ پر لوگو
سانپ کا زہر کچھ اثر نہ کرے

○

سر کی آؤ بھگت نہ پیر سے کر
بیر کا خاتمہ نہ بیر سے کر
آگ پانی سے سَرد ہوتی ہے
ختم کرنا ہے شر تو خیر سے کر

○

برکتوں اور نحوستوں کا وجُود
صرف ذہنی خلل ہے پہ اپنے
دین میں یہ توہمات کہاں
منحصر سب عمل پہ ہے اپنے

○

جو نہ پہلی نگاہ کو بھاتے
اُس پہ کیا دُوسری نظر کرنا
حُسن پر تبصرہ نہیں ہے مگر
عیب ہے، غور عیب پر کرنا

○

سر سے جو پاؤں تک محبت ہے
وہ فقط ایک نیک عورت ہے
سچ پُوچھیے تو مردوں پر
یہ خُدا کی بڑی عنایت ہے

○

شوق پردہ دری نہیں رکھتی
جذبۂ خُودسری نہیں رکھتی
زَن اگر مَرد سے عظیم بھی ہو
خواہشِ برتری نہیں رکھتی

○

جذبۂ دلبری سے پیش آئیں
شوق و وارفتگی سے پیش آئیں
اچھے شوہر وہی جو بیویوں سے
نرمی و خُوش دِلی سے پیش آئیں

○

رُوح کو، حق کی معرفت دینا
جسم کو، حُسنِ شخصیت دینا
عطیّہ باپ کا پسر کے لیے
اچھّی تعلیم و تربیت دینا

○

اپنے ماں باپ کا تمھیں بچّو
لختِ جاں، قرّۃُ العین ہونا ہے
شرک کے بعد جُرم سب سے بڑا
سرکشِ والدین ہونا ہے

○

تجھ کو رکھتی ہے جو دُعاؤں تلے
کتنی ٹھنڈک ہے اُس کی چھاؤں تلے
نیک بندے رکھے گا جس میں خُدا
وُہی جنّت ہے ماں کے پاؤں تلے

○

کریں بہت تجربات، اکثر دماغ سچے
بڑے بزرگوں کے قول ہوتے ہیں کتنے سچے
جو پائے یہ تین نعمتیں خوش نصیب ہے وہ
حلال دولت جمیل عورت سعید بچے

○

ہمنوائی دو دنیا کے لیے سنگت کے لیے
حق نے عورت کو بنایا ہے محبت کے لیے
اپنے شوہر کی دل و جاں سے خدمت کرنا
کم نہیں صدقہ و خیرات سے عورت کے لیے

○

جو آج خلقِ خدا سے نرمی سے پیش آئے
تو کل تمھیں رحمتِ خدا بھی طلب کرے گی
سلوک اچھا کروگے ماں باپ سے اگر تم
تمھاری اولاد بھی تمھارا ادب کرے گی

○

نوجوانی کو نہ بچپن کی ہزیمت جانو
اِس زمانے کے ہر اِک لمحے کی قیمت جانو
یہ عبادت کا حسیں عہد ہے اس عہد کے بعد
موت سے پہلے بڑھاپے کو غنیمت جانو

○

خُدا سے جو ڈرے وہ بے نمازی
نڈر پکّے نمازی سے ہے اچھا
گُناہوں پر پشیمانی کا احساس
غرورِ پاکبازی سے ہے اچھا

○

ثبت جو چہرے پہ ہیں ان ظاہری آنکھوں کے سوا
ذہن کی اور دِل کی بینائی کا نام اسلام ہے
مختلف کیوں اہلِ ایماں کے عقیدے ہیں کہ جب
نوعِ انسانی کی یک جائی کا نام اسلام ہے

○

جس طرح سُن کے شکاری کی صدا
کوئی آہوئے بیاباں بھاگے
میرا ایماں بھی ہو ایسا کامل
میرے سائے سے بھی شیطاں بھاگے

○

قناعت اِک بہارِ بے خزاں ہے
توکّل امتحانِ عاشقاں ہے
تصوّف جس کو کہتا ہے زمانہ
محبّت کی زمیں کا آسماں ہے

○

جو جنازے میں کسی کے پہنے بھڑکیلا لباس
اُس کی خوشیوں کو خدا پہنائے بوسیدہ لباس
سادگی اپنی نہ ہو آرائشوں میں مبتلا
جسم پوشی کے لیے ہو کاش ہم سب کا لباس

مجاہدہ ہے سواری ، لگام روزہ ہے
رضائے حق کا کمال احترام روزہ ہے
ہو نفس بھُوک سے کمزور اور عقل قوی
حواس قبضے میں رکھنے کا نام روزہ ہے

خُدا کی دی ہُوئی ہر چیز سے ہے پیار تجھے
مگر خدُا سے محبت نہیں ، تعجب ہے
فراغتیں ہیں ہر ایک کام کے لیے لیکن
نماز کی تجھے فرصت نہیں، تعجب ہے

کتاب	مصنف
فتنہ سامانیِ دل	کشور ناہید
سیاہ حاشیے میں گلابی رنگ	"
میں مٹی کی مورت ہوں	فہمیدہ ریاض
ناگزیر	محسن احسان
بربط و جام	عدم
نعشِ جنوں	محسن حیات اثر
بکھر جانے کی رُت	شہزاد احمد
آنکھوں میں تیرے سپنے (گیت)	امجد اسلام امجد
کھلی بن	سعادت سعید
تیر حرم	یمین رامپوری
نیکیوں سے خالی شہر	جاوید شاہین
سورج کا ہم سفر	اعجاز فاروقی
قلب و نظر کے سلسلے	قیوم نظر
لہو کی ہریالی	مظفر وارثی
ستاروں کی آبجو (قطعات)	"
کھلے دریچے بند ہوا (غزل)	"
چینی شاعری	یحییٰ امجد
خواب در خواب	خاطر غزنوی
کلیاتِ میر	میر تقی میر
کلیاتِ سودا	سودا